اس جنگ کا نقشہ اور بولتی ہوئی نازک تصویر ان آیات کریمہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔﴿إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۞ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۞﴾[الاحزاب الآیۃ: ۱۰-۱۱] ''اس وقت کو یاد کرو جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تمہارے پاس آئے، اس وقت آنکھیں ٹیڑھی ہوگئیں اور دل نرخروں تک آگئے اور تم اللہ کے متعلق ہر طرح کے گمان سوچتے تھے۔اس موقع پہ مؤمنوں کو خوب آزمایا اور سخت ہلایا گیا۔''

خندق کے ایک تنگ کنارے سے عمرو بن عبدود نے اپنا گھوڑا اتار دیا اور مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوگیا۔ یہ عمرو تنہا ایک ہزار شہسواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔اس نے سامنے آکر دعوت مبارزت دی۔ اس کے مقابلے میں حیدر کرار رضی اللہ عنہ نکلے اور فرمایا: ''اے عمرو! تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر کسی قریش کے فرد نے تم کو دو چیزوں کی دعوت دی تو تم ایک ضرور قبول کرو گے؟''

اس نے کہا: بیشک۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔

عمرو بولا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر تم کو مقابلہ پر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔

عمرو بولا: کیوں بچے! میں تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔

آپؓ نے فرمایا: لیکن میں واللہ تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔

یہ سن کر عمرو پہلوان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔اپنے گھوڑے سے کود کر اس کی کونچیں کاٹ دیں، اس کے چہرہ پر ایک ضرب لگائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر تلوار سونت کر کھڑا ہوگیا۔دونوں کی تلواریں چلنے لگیں۔ بڑھا، مڑا، چکمہ دیا پھر وار کیا۔اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار آبدار نے اس کا کام تمام کردیا۔رضی اللہ عنہ وارضاہ وکرم وجہہ۔

[البدایۃ والنہایۃ]

ناموس رسالت پر قربانی

ممتاز حسین قادریؒ کی نماز جنازہ

ابو محمد

یکم مارچ 2016ء کو لیاقت باغ راولپنڈی میں 12 بجے پہنچا تو تین چوتھائی سے زیادہ حصہ بھرا ہوا تھا، جس میں حسبِ توقع ہر لمحہ اضافہ ہوتا رہا۔ 1:30 بجے نمازِ ظہر ادا کی گئی؛ تاکہ 2:00 بجے بروقت نماز جنازہ ادا کی جا سکے۔ لوگوں کی بھیڑ میں تعداد کا اندازہ کرنا ممکن نہیں تھا۔ شاید اسی لیے بہت سے لوگ درختوں اور چھتوں پر چڑھ کر تصویریں بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔

کافی دیر بعد سٹیج سے اعلان ہوا کہ لوگو! عاشق رسول ﷺ کے جنازے کو سٹیج تک راستہ دو، تاکہ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ یہ سن کر لوگوں نے صفیں باندھ لیں، لیکن ایمبولینس سٹیج کی جانب نہیں آیا۔ یہ راستہ صاف کرانے کی ترکیب تھی۔

سٹیج پر اکثر مذہبی جماعتوں کے قائدین پر جوش تقریریں کر رہے تھے۔ زیادہ تر ان کا لہجہ سیاسی تھا۔ بعض مقررین نے نواز شریف اور راحیل شریف کو اس ناجائز قتل میں ملوث قرار دیا؛ حالانکہ رحم کی اپیل ممنون حسین نے مسترد کی ہے۔

آخر کار 3:30 پر ایمبولینس آ کر سٹیج کی جانب بڑھنے لگا۔ ایک مقرر نے تو جنازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے الفاظِ نبوی بیان کیے: ''مَن سرَّهُ أن ینظرَ إلی رجلٍ مِن أهلِ الجنةِ فلینظرْ إلی هذا''

نمازِ جنازہ سے قبل اعلان ہوا: ''ابھی ہمارے قائدین ٹھوس لائحہ عمل کا اعلان کرنے والے ہیں...... آپ لوگ قربانی دینے کے لیے تیار ہیں!؟'' لوگوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھ بھی کھڑے کرائے اور خوب نعرہ بازی کرائی گئی۔ پھر سٹیج سیکرٹری نے سنی تحریک کے قائد کو لائحہ عمل کے اعلان کے لیے بلایا، تو اس نے کہا: ''ہم ابھی مشورہ کر رہے ہیں۔''

اس کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی گئی، جس کے لیے نیت کی خود ساختہ عبارت بار بار سکھائی گئی؛ لیکن قبلہ اور صف بندی کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لیے اکثر لوگ قبلے کی پروا کیے بغیر کھڑے تھے۔ نماز جنازہ کے بعد اعلان کیا گیا: ''ہر شخص ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور چاروں قل شریف پڑھ کر میت کی روح کے لیے ایصال ثواب کرے۔'' یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ان کی تدفین ''بارہ کہو'' کے علاقے میں ہوگی...... لیکن اعلان کردہ **''ٹھوس لائحہ عمل''** کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔

لوگ یہ عمل کرتے ہوئے لوٹنے لگے، تو سٹیج سے اعلان ہوا: ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے امام مسلم بن عقیلؒ کو لوگوں

کی حالت جانچنے کے لیے کوفہ بھیجا تھا، پہلے انہوں نے سر آنکھوں پر بٹھا کر بیعت کی۔ پھر جب حکمران کے تیور دیکھ لیے تو سب ساتھ چھوڑ گئے......عوام اکثر ساتھ نہیں دیتے اور قائدین کو نہتا چھوڑ دیتے ہیں۔"

اس حوصلہ شکنی کے ردعمل میں بعض لوگوں کا جواب تھا: "لگتا ہے کہ سارے مولوی رشوت کھا کے آئے ہیں۔"

ایک نصرانی خاتون کے خلاف "توہین رسالت" کا مقدمہ عدالت میں تھا۔ اور حکمران اپنے بیرون ملک آقاؤں کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ اسی سلسلے میں پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر نے ایک بیان میں ملزمہ کی حمایت کرتے ہوئے توہین رسالت پر سزائے موت کے پاکستانی قانون 295-C کو "کالا قانون" کہہ دیا۔ مجرمہ تو پولیس کی حراست میں تھی؛ البتہ اس کا اعلانیہ حامی "گورنر سلمان تاثیر" بدستور حکمرانی کر رہا تھا۔

یہ قاتل لیگ کے بانی پرویز مشرف کا مقرر کردہ گورنر تھا، جسے زرداری نے بھی صوبہ پنجاب پر مسلط رکھا۔ اسی کے باڈی گارڈ "محترم حوالدار ممتاز حسین قادری" نے فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ اور خود برضا و رغبت حوالہ پولیس ہو گیا۔ ملزم کو کورٹ نے سزائے موت سنائی۔ اسے قتل پر اکسانے کے الزام میں اس کے امام و خطیب کو عدالت میں بلایا گیا تو اس نے ملزم سے بےتعلقی کا حلف نامہ جمع کر کے جان بچا لی۔ ممتاز قادری نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی؛ ہائی کورٹ نے سزا برقرار رکھی۔ سپریم کورٹ میں اپیل کی؛ وہاں سے بھی سزا کی توثیق ہوگئی۔ عدالتی دروازوں سے فراغت کے بعد صدر پاکستان سے رحم کی اپیل کی؛ ایوانِ صدر سے بھی منظوری حاصل نہ ہوئی۔

حکومت نے اپنے اس "انوکھے مجرم" کو سزا دینے کے لیے اس تاریخ کا انتخاب کیا' جو تین سال تک کیلنڈر سے غائب رہتی ہے۔ شاید اس لیے کہ اس کا عرس بار بار نہ منایا جا سکے۔ یہ ان کی بھول ہے؛ کیونکہ "بدعت" شرعی ثبوت کی طرح تاریخ کی بھی پابند نہیں ہوتی۔

مستقبل کا نقشہ: غازی کے جنازے میں کئی مقررین نے کہا: "انہیں دوران قید تین مرتبہ رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔" دفن ہوتے ہی شاندار مزار بنانے کی خاطر 8000000 روپے کی زمین خریدی گئی۔ ظاہر ہے کہ شہیدِ ناموس رسالت کے نام پر عقیدت مندوں نے تجوریاں کھول دیں۔

اب روز بروز ان کے اکاؤنٹ میں اضافہ دو چند ہوتا رہے گا۔ مختصر ہی عرصے میں اعلان کردہ رسول کریم ﷺ کی زیارت تین سے بڑھ کر تین سو تک جا پہنچے گی۔ میرا ایک دوست کہہ رہا تھا: "غازی صاحب کو ENGLISH بالکل نہیں آتی تھی، انہوں نے صرف نعت پڑھ کر میٹرک پاس کیا تھا۔" پتہ نہیں آئندہ کتنے ہی نت نئے کرامات ایجاد ہوں گی۔